Tauseeq, Volume. 4, Issue. 2
ISSN (P) 2790-9271 (E) 2790-928X
DOI: https://doi.org/10.37605/tauseeq.v4i2.52

Received: 30-10-2023
Accepted: 24-11-2023
Published: 31-12-2023

ناول زینو کا تجزیاتی مطالعہ

(جادوئی حقیقت نگاری کے تناظر میں)

Analysis of Novel *Zino*

(In the Mirror of Magical Realism)

فضل کبیر *
مسرور حسین **
ڈاکٹر محمد سلیمان ***

Abstract

Waheed Ahmad is one of the significant Urdu novel writers. The theme, writing–style and structure of his novel زینو, are in complete accord with the map of contemporary fiction that enkindle the affinity of Waheed Ahmad in scenario of Urdu Novel. Putting aside the writing style and theme of this novel, the story has been written in the mirror of "Magical Realism". In fact, it is the "Magical Realism" that is called "Language of Colonial World", where the obscured facts of life are fore–seen in a mysterious way. The structure of Magical Realism comprises many elements. For instance, it includes the admixture of factual and imaginary world; writer describes his own judgment of time in story; plot of novel shows labyrinth; dreams in story overlay its outline; and the picture of

* لیکچرار، شعبہ اُردو اسلامیہ کالج یونی ورسٹی، پشاور۔
** بی ایس اُردو، آٹھواں سیمسٹر، شعبہ اُردو اسلامیہ کالج یونی ورسٹی، پشاور۔
*** لیکچرار، شعبہ اُردو اسلامیہ کالج یونی ورسٹی، پشاور ۔

fiction is produced with meticulous knowledge of God, Goddess and Djinn. Despite this, reader heads forward with mystery, because writer describes his life's impregnable facts in preternatural colors; the writer trusts his readers to the extent that he leaves intentionally few things ambiguous and expects his reader to have a word on it.

All the aforementioned elements of Magical Realism have been sought in زینو and through reference from the text of the novel; these elements have been described in detail. Thus it can be concluded that the novel of Waheed Ahmad has been written in mode of Magical Realism.

Key Words: Magical Realism, Technique, Novel, Imagination, Time, Labyrinth, Mythology, Super Natural, Style, Mysteriousness

زینو وحید احمد کا پہلا ناول ہے، جو 156 صفحات اور 8 ابواب پر مشتمل ہے، اس کے اب تک چھ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

1) وحید احمد، زینو، فیصل آباد، ہم خیال پبلشرز، 2003ء

2) وحید احمد، زینو، راولپنڈی، فن پبلی کیشنز، 2004ء

3) Waheed Ahmad, *Zino*, Translator (Swedish) Masood Qamar , Vudya Kitaban , Sollentuna , 2005

4) وحید احمد، زینو، فیصل آباد، مثال پبلشرز، 2007ء

5) وحید احمد، زینو، لاہور، مجلسِ ترقی ادب، 2021ء

6) وحید احمد، زینو، راولپنڈی، رمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز، 2023ء

اس ناول کا نام قبل از مسیح تاریخی کردار زینو (Zeno of Citium , Zeno of Elea) کے نام سے منسوب ہے ، لیکن ناول میں موجود زینو وہ تاریخی زینو نہیں ہے؛ وہ خود ناول میں ایک جگہ کہتا ہے:

"ہاں!ہاں!اس کا نام بھی زینو تھا۔ وہ پارمینی ڈیز کا شاگرد تھا۔ سوال وجواب کے ذریعے جدلیاتی گفتگو کا آغاز اسی زینو نے کیا تھا۔"[1]

وحید احمد محمد سلیم فواد کندی کو انٹرویو دیتے ہوئے بتاتے ہیں کہ ناول کے نام پر بہت زیادہ بحث جاری ہے، لیکن مجھے اس لفظ کا صوتی تاثر بہت ہی پسند ہے اور یہ جو زینو میں نے اپنے ہیرو کا نام رکھا ہے، یہ تخیلاتی ہے۔ ناول کا مرکزی کردار زینو ہے، زینو کے علاوہ ناول میں موجود تاریخی کرداروں میں ارسطو، دارا، سکندر، ہومر، ہیکٹر، اوڈیس، آگامینن، پیٹروکلاس، ایکلیس، آرکٹینس، سوفکلیز، افلاطون، ٹروٹسکی، لینن اور سٹالن شامل ہیں، جب کہ باقی ضمنی کرداروں میں زینو کی گرل فرینڈ اور ماہر لسانیات ایمازان، ایمازان کی ماں اور باپ، مصری والا، تحسین، برٹل اور برٹل کی گرل فرینڈ ایوا، کم اِل سنگ، ماہر اقتصادیات پال اور چِن شامل ہیں۔ ناول زینو کا زمانہ ڈھائی ہزار سال کے زمانے پر پھیلا ہوا ہے۔ یہ ناول تاریخ اور فلسفے کو بنیاد بنا کر لکھا گیا ہے۔ وحید احمد نے مذکورہ ناول پانچ سال (1998-2003) کے عرصے میں لکھا ہے۔ مصنف کے مطابق اس نے یہ ناول اسلام آباد میں لکھنا شروع کیا تھا اور مانسہرہ میں مکمل کیا تھا۔ اس ناول کی پہلی تقریب رونمائی سرکٹ ہاؤس مانسہرہ میں 2003ء میں منعقد ہوئی تھی۔ وحید احمد کی ناول نگاری کے متعلق مدیحہ رحمٰن فاخرہ نورین کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

"وحید احمد بہ طور ناول نگار اس طرح سے تو نہ پڑھے گئے نہ انھیں پرکھا گیا۔ نقاد اور تنقید سے بیزاری کا المیہ انھیں قاری کی نظر سے اوجھل کر گیا۔ ان کے اپنے پیش نظر بھی شاعری زیادہ رہی لیکن ایک پڑھے لکھے اور صاحب ناول نگار کے طور پر ان کا یہ حق ہے کہ انھیں نہ صرف پڑھا جائے بلکہ انھیں تنقید کی آری سے کاٹا بھی جائے۔"[2]

وحید احمد کی شخصیت کا مرکزی حوالہ نظم ہے، ان کی نظموں کا پہلا مجموعہ شفافیاں 1994ء میں، دوسرا مجموعہ ہم آگ چراتے ہیں 2002ء میں، تیسرا مجموعہ نظم نامہ 2012ء میں اور چوتھا اور اب تک آخری مجموعہ پریاں اترتی ہیں 2020ء میں شائع ہوا، لیکن زینو کا مطالعہ کرنے کے بعد فکشن کا سنجیدہ قاری یہ کہنے میں تامل نہیں کرے گا کہ وحید احمد نہ صرف یہ کہ نظم نگاری کے کرافٹ پر عبور رکھتے ہیں بلکہ ناول نگاری کے فن میں بھی ید طولی رکھتے ہیں۔ ناول کی تخلیق میں تکنیک اور بیانیے کے نئے ڈسکورسز کی وجہ سے مذکورہ ناول کا بہت کم عرصے میں کئی ایڈیشنز کا آنا ہی ان کی کہانی بننے کے ہنر پر دال ہے۔ ڈاکٹر روش ندیم کا خیال ہے کہ وحید احمد کا

یہ ناول (زینو) روایتی تنقیدی ڈھانچے میں رکھ کر دیکھا ہی نہیں جا سکتا، کیوں کہ اُردو ناول کی روایت برصغیر میں مسلمانوں کی ایڈجسمنٹ اور شناخت کے مسئلے سے بحث کرتی نظر آتی ہے، جب کہ وحید احمد کا یہ ناول اس روایت سے انحراف کے نتیجے میں تخلیق ہوا ہے۔زینو نہ صرف پاکستانی نسل کے فکری مسئلے کا اظہار ہے، بل کہ یہ ناول اپنے آپ کو گلوبل مسائل کے ساتھ جوڑتا ہے۔

ناول زینو میں جہاں میڈیکل فکشن، تہذیبی عناصر کا تجزیاتی مطالعہ، گلوبل مسائل اور رومانوی حقیقت نگاری کے عناصر موجود ہیں، وہاں اس میں جادوئی حقیقت نگاری کے بھی کئی ایک حوالے ملتے ہیں۔خود وحید احمد محمد سلیم فواد کندی کو ایک انٹرویو میں بتاتے ہیں:

> "مجھے یہ خیال آتا ہے یہ جو Magic Realism اس کی طرف میرا ذہن چلتا ہے۔ Magic Realism کی طرف میں جاتا ہوں۔ دنیا میں جو چیزیں پائی جاتی ہیں حقیقی طور پر تو ان میں ماورائی چیزوں کا ایک تڑکہ لگتا ہے۔ جیسا کہ مارکیز کے ہاں بھی ہے اور لکھنے والوں کے ہاں بھی ہے۔ ہمارے ہاں تھوڑا سا کم ہے اُردو میں۔ Magic Realism میرے شعور میں ہے۔ ان دونوں ناولوں میں اگر کوئی چیز مشترک ہے تو وہ Magic Realism ہے۔"[3]

یعنی وحید احمد جادوئی حقیقت نگاری کی روایت سے باخبر ہیں اور یہ کہ مارکیز کی طرح ان کے سامنے بھی زندگی کی ایسی حقیقتیں موجود ہیں، جنھیں روایتی پیرایہ اسلوب میں لکھا ہی نہیں جا سکتا۔ڈاکٹر روش ندیم وحید احمد کے اس خیال کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "ناول 'زینو' داستان، سائنس فکشن اور اور رومانوی حقیقت نگاری کے عناصر سے متشکل ہوا ہے، جس میں مارکیزین اور میلاکنڈیرین طریقہ کار برتا گیا ہے۔ بلاشبہ فکشن کے حوالے سے ہمارا دور انہی عظیم ناول نگاروں کے نام سے منسوب ہے۔ لہذا اس ناول کے طریقہ کار کو مکمل طور پر میجک رئیلزم نہ بھی کہیں لیکن ناول کی تکنیک، اسلوب اور اور دیومالائی داستانوی عناصر اور سائنسی عمل دخل کے باعث رئیل میجک ازم ضرور کہہ سکتے ہیں۔"[4]

ناول "زینو" میں جادوئی حقیقت نگاری:

1۔ تخیلاتی اور حقیقی دنیا کا اشتراک:

جادوئی حقیقت نگاری کی تکنیک کا پہلا عنصر تخیلاتی اور حقیقی دنیا کا اشتراک ہے۔ جادوئی حقیقت نگاری میں اگر لفظ "جادو" کو لفظی سطح پر تخیل کا متبادل تصور کیا جائے تو یہ ترکیب کسی قدر زیادہ واضح ہو جائے گی اور جہاں تک حقیقت نگاری کا تعلق ہے، تو ناول حقیقت نگاری ہی کی بنیاد پر داستان سے مختلف ہے، لہذا ناول اور حقیقت نگاری ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہے۔ ناول کی بقا کے لیے حقیقت نگاری از بس ضروری ہے۔ ناول زینو میں تخیلاتی اور حقیقی دنیا کے اشتراک کے درجہ ذیل حوالے ملتے ہیں:

1) ناول زینو میں ابتدائی ماحول تخیلاتی دنیا کا شاہ کار ہے، جس میں ماورائے عقل واقعات دیکھے جاسکتے ہیں، مثلاً زینو جب زیتون کے درخت کے پاس تیر سے سورج کا نشانہ لیتا ہے، تیر چھوڑتا ہے، تو درخت میں ریشمی سرسراہٹ ہوتی ہے اور درخت زینو کے تیر کے پیچھے کوہی ابابیل کا تیر چھوڑتا ہے۔ کوہی ابابیل دیکھتا ہے کہ تیر کی سانس اکھڑ رہی ہے، اس کا تناؤ ٹوٹ رہا ہے اور نیچے گرنے والا ہے، کوہی ابابیل اسے پنجوں میں کھینچ لیتا ہے اور واپس زینو کے پاس لے آتا ہے۔ زینو سورج کو دیکھتا ہے، سورج کے تھال میں سوراخ واقع ہوتا ہے، جو بڑھتا چلا جاتا ہے، پھر تیر کو دیکھتا ہے، جس پر جابجا چھوٹے چھوٹے سوراخ بن گئے ہوتے ہیں۔ زینو اس تیر کو پرانا سمجھ کر پھینک دیتا ہے۔ اس کے بعد زینو چٹان کے قریب بادل کے ایک ٹکڑے کا نشانہ لیتا ہے، جب تیر کمان سے نکلتا ہے، تو چٹان سے ایک عقاب نکل کر تیر کا تعاقب کرتا ہے۔ جب عقاب واپس آتا ہے، تو اپنے پنجوں میں نہیں بل کہ چونچ کے خم میں تیر واپس لے آتا ہے۔ اس کے بعد وہ سمندر میں چھلانگ لگاتا ہے، اس کی چھلانگ کے ساتھ ہی سورج ڈوب جاتا ہے۔

مذکورہ بالا سارا ماحول زینو کے باپ کے دریافت کردہ جزیرہ بجیرہ آژ (ان دیکھا جزیرہ) کا ہے، جہاں سونے کی ڈلیاں مٹی میں دفن ملتی ہیں۔ یہاں زینو کا تیر سے سورج کا نشانہ لینا، درخت سے کوہی ابابیل کا چھوڑے ہوئے تیر کو واپس لانا، سورج میں سوراخ کا واقع ہونا، بادل کے ایک ٹکڑے کا نشانہ لینا، چٹان سے عقاب کا نکلنا اور چونچ کے خم میں چھوڑے ہوئے تیر کو واپس لانا اگر ایک طرف علامتی نظام کی بنیاد فراہم کرتا ہے، تو دوسری طرف یہی علامتی نظام تخیلاتی ماحول پیدا کرتا ہے۔ اس تخیلاتی ماحول سے حقیقی دنیا اس وقت شراکت قائم کرتی ہے، جب زینو کا باپ پھولی ہوئی سانسوں سے گھر آتا ہے اور زینو سے پوچھتا ہے کہ وہ تیر جس کا سرا سونے کا تھا، اور دُم کے گرد سونے کا پتر اچڑھا ہوا تھا، اس نے کیوں ایسے پھینکا تھا؟ تیر جو کہ تخیلاتی دنیا میں اہمیت کا حامل تھا، حقیقی دنیا میں بھی اہمیت کا حامل قرار پاتا ہے۔ اس طرح تخیلاتی دنیا میں ہونے والے عمل سے حقیقی دنیا کا ماحول متاثر ہوتا ہے، یہ تاثر دونوں دنیاؤں (تخیلاتی اور حقیقی) میں اشتراک کا سبب بنتا ہے۔

2)ناول زینو میں تخیلاتی دنیا، حقیقی دنیا کے ساتھ کیسے اشتراک قائم کرتی ہے؟ یہ دیکھنے کے لیے درجہ ذیل تخیلاتی ماحول ملاحظہ کریں:

> "چٹان کے چھجے پر کھڑے ہو کر زینو نے تیر سمندر میں داغا۔ کوہی ابابیل نے تعاقب کیا۔ اب ابابیل اور تیر ہوا میں ایک دوسرے کے اعتبار سے ساکن تھے۔ ابابیل نے اپنے پنجے تیر میں پیوست کیے اور کوہی ابابیل کے پاؤں عموماً کمزور ہوا کرتے ہیں۔ ہوا بہت تیز تھی ابابیل نے بہت دیر تک جھونکوں سے جنگ کی اور اس کشمکش میں سمندر میں دور نکل گئی۔ اب اس کی سانس اکھڑ رہی تھی کچھ دیر بعد وہ پھڑ پھڑاتی ہوئی پانی کی سطح پر گری۔"[5]

اتفاق سے سمندر میں دارا کی فوج کے پانچ سپاہی موجود تھے، جو یونان کے گرد و پیش کی حفاظت پر مامور تھے۔ انھوں نے پانی میں پھڑ پھڑاہٹ سنی، تو ایک سپاہی نے چھلانگ لگائی اور واپسی پر اپنے ساتھ کوہی ابابیل لے کر آیا، جس کے پنجے تیر میں گڑے ہوئے تھے۔

زینو کا تیر سے سمندر کا نشانہ لینا اور کوہی ابابیل کا چھوڑے ہوئے تیر کے تعاقب میں سمندر میں گرنا تخیلاتی ماحول پیدا کرتا ہے، لیکن آگے جا کر اسی ماحول میں ہونے والے عمل سے حقیقی دنیا میں ایک واقعہ رونما ہوتا ہے۔ وہ پانچ سپاہی جب تیر کا سرا اور دُم سونے کا بنا ہوا دیکھتے ہیں، تو سونے کی تلاش میں کسی طرح بحیرہ آژ پہنچ جاتے ہیں اور زینو کے ماں باپ کو مار دیتے ہیں۔ کوہی ابابیل کا سمندر میں گرنا تخیلاتی دنیا کا واقعہ ہے، جب کہ دارا کی فوج کے سپاہیوں کا کوہی ابابیل کے پنجوں سے زینو کا تیر حاصل کرنا حقیقی دنیا کا واقعہ ہے۔ تخیلاتی دنیا کا حقیقی دنیا کے ساتھ یہ اشتراک بالکل واضح اور سامنے ہے۔

3)ناول زینو میں تخیلاتی ماحول کا یہ رنگ دیکھیے:

> "نظر نہ آنے والا یہ کمرہ نیو ایئر نائٹ کے لیے خصوصی طور پر تیار ہو رہا تھا۔ اس کی لمبائی تین میٹر جب کہ چوڑائی اور اونچائی ڈھائی میٹر تھی۔ یہ کمرہ اینٹی گیس شعاعوں کے اخراج سے زیرِ تعمیر تھا۔ فضا میں موجود گیسوں، دباؤ اور درجہ حرارت کو معدوم کر کے ایک نقطہ وجود میں آیا تھا۔"[6]

ناول میں دیکھا جا سکتا ہے، مصنف اس کمرے کی سائنسی توجیہ بھی کرتے ہیں، لیکن کمرے کا نظر نہ آنا، فضا میں موجود گیسوں، دباؤ اور درجہ حرارت کو معدوم کرکے ایک نقطہ وجود میں لانا خود مصنف کے تخیل کا کارنامہ ہے، مصنف کے تخیل کا یہ کارنامہ حقیقی زندگی کا حصہ اس وقت بن جاتا ہے، جب اسی غیبی کمرے میں برٹل، تحسین اور ایوا حقیقی زندگی کا سامان میز، فولڈنگ کرسیاں اور وائن گلاسز اور بوتلوں کی صورت میں لے آتے ہیں اور برف پوش پہاڑوں پر طلسماتی منظر کو اپنی بھرپور عریانی کے ساتھ دیکھنا شروع کرتے ہیں۔ یہی نہیں بل کہ اسی کمرے میں بیٹھے ہوئے تینوں برف میں منجمد زینو کو بھی دریافت کرتے ہیں۔ یہ سارا واقعہ پھر تخیلاتی ماحول میں ڈھل جاتا ہے، لیکن زینو کا بیسویں صدی کے مسائل پر گفت گو پھر اسے حقیقی زندگی کی طرف لے آتا ہے۔ تخیلاتی اور حقیقی دنیاؤں کا آپس میں یہ انضمام جادوئی حقیقت نگاری کی تکنیک کا پہلا اور بنیادی عنصر ہے۔

درجہ بالا واقعات سے قطع نظر بذاتِ خود زینو کا کردار مصنف کے تخیل کا پیدا کردہ ہے، ڈاکٹر روش ندیم لکھتے ہیں:

> "زینو کے پر شکوہ کردار سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے یہ کوئی لازوال حقیقت ہے جو قبل از زمان و مکاں سے ہی کہیں موجود تھی"[7]

لیکن اس کی شخصیت سے عیاں ہوتا ہے، کہ وہ حقیقی زندگی کا چلتا پھرتا انسان ہے اور حقیقی زندگی پر براہِ راست انحصار کرتا نظر آتا ہے۔ زینو کا ہزاروں سال برف میں منجمد رہنا تخیل میں تو ممکن ہے، حقیقی زندگی میں ممکن نہیں ہے، لہذا تخیلاتی دنیا میں پیدا ہونے والا زینو بیسویں صدی کے اہم اجلاسوں میں نہ صرف شریک ہوتا ہے، بلکہ اجلاس کا ایجنڈا بھی تشکیل دیتا ہے۔

2۔وقت کی خود ساختہ تعبیر:

وقت کی خود ساختہ تعبیر سے مراد یہ ہے کہ جادوئی حقیقت نگاری میں مصنف وقت کا اپنا ایک نظریہ پیش کرتا ہے۔ وقت کی خود ساختہ تعبیر پر بحث کرنے سے پہلے وقت کے متعلق چند بنیادی مباحث کا احاطہ ضروری ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ وقت کا کوئی ٹھوس وجود نہیں ہے، جسے چھوا یا دیکھا جا سکے۔ یہ بھی سچ ہے کہ وقت کو اچھا یا برا نہیں کہا جا سکتا کہ وقت کا اچھا یا برا ہونا جان دار کے اردگرد عناصر پر منحصر ہوتا ہے۔ وقت کی کوئی رفتار بھی نہیں متعین کی جا سکتی کہ انتظار کرنے والوں کے لیے وقت کی رفتار انتہائی سست، ڈرے ہوئے لوگوں کے لیے وقت کی رفتار حد سے زیادہ تیز، غم کی کیفیت میں وقت کی رفتار بہت

طویل، خوشی کے موقع پر وقت کی رفتار بہت آہستہ اور محبت کرنے والوں کے لیے وقت کی حد بندیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ جو وقت کسی کے لیے خوشی کا وقت ہوتا ہے، عین وہی وقت کسی اور کے لیے غم اور تکلیف کا وقت ہوتا ہے۔ وقت آگے بڑھتا ہے یا پیچھے جاتا ہے؟ اس کے متعلق عام خیال یہ موجود ہے کہ جس طرح بوڑھے جان دار واپس پلٹ کر پھر سے جوان نہیں ہو سکتے، بڑے پیڑ پھر سے پودا نہیں بن سکتے، اسی لیے اکثر اوقات یہ نتیجہ قائم کیا جاتا ہے کہ وقت آگے کی طرف بڑھ رہا ہے، یا وقت ماضی سے حال کی طرف بڑھ رہا ہے۔ اس کے لیے ایک اور مثال یہ دی جا سکتی ہے کہ تیز رفتار ٹرین کی کھڑکی میں بیٹھا ہوا شخص جب باہر کے مناظر دیکھتا ہے، تو اسے باہر پودے، گھر اور ندی نالے گزرتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں، حال آنکہ وہ اپنی جگہ ساکت ہوتے ہیں، جب کہ ٹرین میں بیٹھا شخص آگے کی طرف بڑھ رہا ہوتا ہے۔ اس سے قطع نظر وقت سے متعلق سائنس، مذہب اور ادب میں مختلف تصورات موجود ہے۔ اس سلسلے میں پروفیسر ابو بکر عباد لکھتے ہیں:

> "وقت کے بارے میں سائنسدانوں کے ایک بڑے طبقے خاص طور سے نیوٹن کا نظریہ ہے کہ یہ ماضی سے مستقبل کی طرف رواں ہے۔ بدھ ازم اور ہندوازم میں اسے کال چکر یا پہیے کی طرح سے ایک دائرے میں گھومتا ہوا بتایا گیا ہے۔ قران میں وقت کا تصور اس لحاظ سے بے حد دلچسپ اور فکر انگیز ہے کہ قرآن وقت کے زمانی تصور کے بجائے وقت کے یونیورسل تصور کا نظریہ پیش کرتا ہے۔ یا یوں کہیے کہ یہ ماضی کو ماضی نہیں، حال کی صورت دیکھنے کی تلقین کرتا ہے۔" [8]

ادب میں وقت کے تصور کے بارے میں ابو بکر عباد اپنے مضمون میں لکھتے ہیں کہ ادب میں دو اصناف میں وقت کا تصور زمینی وقت سے مختلف ہے:

> "ایک داستان، جس میں ایک ہی انسانی زندگی میں 'وقت کا گزران' مہینوں اور برسوں میں نہیں بسا اوقات صدیوں کی صورت میں ہوتا ہے۔ دوسری جاتک کتھائیں جن میں (discourse time) یعنی متن کا عرصہ تو گھنٹوں اور منٹوں کا ہوتا ہے لیکن بیانِ قصہ کا وقت (story time) صدیوں بلکہ لاکھوں برس کا ہوتا ہے۔" [9]

ادب میں وقت کا تصور ترقی پسند تحریک کے بعد لکھے گئے ادب میں زیادہ واضح ملتا ہے، وہاں وقت دائرے کی شکل میں گھومتا ہے، دائرے کی صورت میں وقت گھومنے سے مراد افسانے میں کہانی جس وقت یا زمانے سے شروع ہوتی ہے، گھوم پھر کر کہانی اسی وقت یا زمانے پر ختم ہوتی ہے۔ کچھ کہانیاں ایسی بھی ہوتی ہیں، جس میں وقت بہ یک وقت آگے اور پیچھے سفر کرتا ہے۔ جادوئی حقیقت نگاری میں مصنف خود وقت کا اپنا ایک ذاتی تصور تشکیل دیتا ہے، جس میں وقت کے متعلق تمام مروج تصورات کی نفی کی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں نجیبہ بی بی لکھتی ہیں:

> "جیسے مابعد جدید مصنفین زمانی انتشار سے کام لیتے ہیں ایسے ہی اس تکنیک میں وقت کی تعبیر بھی مصنفین خود پیش کر دیتے ہیں۔"[10]

ناول زینو میں وحید احمد کے وقت کا تصور یہ ہے کہ وقت اگر ایک جگہ رکا ہوا ہے، تو دوسری جگہ گزر رہا ہے، وقت کی رفتار آپ کے لیے الگ ہو سکتی ہے اور میرے لیے الگ ہو سکتی ہے یعنی وقت کی رفتار کی سچائی ہر کسی کے لیے مختلف ہے۔ وحید احمد کا یہ تصور ناول میں موجود درج ذیل واقعات سے واضح ہوتا ہے:

ناول میں ٹیکسلا قیام کے دوران زینو اور ایما جب دنیا کا بلند ترین پہاڑ دیکھنے کے لیے ایک جھونپڑی والے کے ہاں رکتے ہیں، جھونپڑی والا زینو اور ایما کو پہاڑ کی چوٹی تک پہنچنے کا راستہ بتاتا ہے، تو ایما اس سے پوچھتی ہے کہ تم ہمارے ساتھ پہاڑ پر چڑھو گے؟ وہ جواب دیتا ہے:

> "نہیں۔۔۔ ہرگز نہیں اس پہاڑ پر ہر سال برف کا سیلاب آتا ہے اور گڑگڑاہٹ کے ساتھ کسی کھائی میں گر کر خاموش ہو جاتا ہے۔ پھر پہاڑ پر گرنے والا سیلاب منجمد ہو جاتا ہے اور برف کے نیچے وقت جم جاتا ہے۔"[11]

مذکورہ ناول میں دیکھا جا سکتا ہے کہ برف میں منجمد زینو کے لیے وقت رک جاتا ہے، وقت کے رکنے کا یہ دورانیہ صدیوں پر محیط ہوتا ہے۔ دوسری طرف باقی دنیا میں زمانہ گزر رہا ہوتا ہے کہ ناول میں اس کے بعد کے مناظر بیسویں صدی کے اختتام کے ہوتے ہیں۔

اس سے آگے جب رات کے وقت برٹل، تحسین اور ایوانیو ایئر نائٹ پارٹی سے واپس آتے ہیں اور برف میں لپٹے ہوئے زینو کو بحر ہند میں واقع تنہا اور بے آباد جزیرے پر لے آتے ہیں تو تحسین صبح کے نہایت دلکش مناظر کے ساتھ فصلوں اور سبزیوں کے کھیتوں میں کچھ لوگوں کو کام کرتے ہوئے دیکھتا ہے، وہ دیکھتا ہے کہ:

"انھوں نے جو لباس پہنے ہوتے تھے، وہ وقت کی قید سے آزاد تھے اور جے ہوئے شخص کے لباس سے مشابہ تھے۔"[12]

ناول زینو میں ایک اور جگہ بھی وحید احمد کا یہ تصور سامنے آتا ہے، اس طرح کہ سائنسی عمل سے گزارنے کے بعد زینو جب برٹل، ایوا اور تحسین کے ساتھ زندگی کرنا شروع کرتا ہے تو ایوا زینو سے پوچھتی ہے:

"کیا وقت ہوا ہے؟" ایوا نے پوچھا۔ زینو نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کو دیکھے بغیر بتایا۔ "ساڑھے پانچ" ایوا نے کچھ دن پہلے زینو کی کلائی پر گھڑی باندھی تھی۔ گھڑی اس کی کلائی پر باندھتے ہی رک جاتی تھی۔ ایوا نے زینو کا بایاں ہاتھ اٹھا کر گھڑی دیکھی۔۔۔وہ رُکی ہوئی تھی۔"[13]

درجہ بالا اقتباس سے مصنف کے وقت کا نقطہ نظر زیادہ واضح ہو کر سامنے آتا ہے کہ برف میں منجمد زینو، جہاں وقت رکا ہوا ہے، کے لیے بیسویں صدی میں بھی وقت عمودی، افقی یا دائروی خط میں سفر نہیں کرتا، بل کہ اس کی کلائی پر گھڑی رک جاتی ہے، جب کہ اس کے ساتھ ہی رہنے والوں پر وقت گزر رہا ہوتا ہے۔

3۔ بھول بھلیوں سے بھرا ہوا پلاٹ:

جادوئی حقیقت نگاری کی تکنیک میں لکھی گئی کہانی کا پلاٹ بھول بھلیوں سے بھرا ہوتا ہے۔ ناول زینو کی کہانی کا پلاٹ بھی بھول بھلیوں سے بھرا ہے۔ یہ پلاٹ ایسے واقعات سے تشکیل پاتا ہے، جسے پڑھتے ہوئے قاری الجھن کا شکار ہوتا ہے۔ ابتدا میں بحیرہ آژ جہاں کو ہی ابابیل چھوڑا ہوا تیر واپس لاتی ہے اور جہاں مٹی میں سونا چھپا ہوتا ہے۔ زینو کا درختوں اور پھولوں کی آواز سننا ناول میں موجود بھول بھلیاں ہی ہیں۔ سانپوں کا زینو کو نہ کاٹنا، زینو کا سورج، چٹان اور سمندر کا نشانہ لینا، سکندر کی فوجیوں کا چاند کی چاندنی میں نہ چمکنا، ان کی

ڈھالوں اور زرہ بکتروں کا جھلملانے سے عاری ہونا، تیروں کی بارش میں زینو کے ماتھے کے سامنے برچھی کا معلق ہونا، مرنے کے بعد زینو کا اپنے ماں باپ اور فوجیوں کی ہڈیوں کے درمیان تفریق کرنا، سمندر کی مچھلیوں کا انسانوں کے ساتھ عادی ہونا، تحسین کے دادا کا ٹیکسلا میں موہڑ مرادو میں نیند دریافت کرنا، برٹل کا نیند کے بعد بستر کی سلوٹوں کو اس لیے برابر کرنا تاکہ بستر پر ان کا بکھرا ہوا وجود مکمل ہو جائے، برٹل کی یادداشت کا عکاسانہ ہونا، اینٹی گیسوں سے ہوا میں غیبی کمرہ بنانا اور اس کمرے کے فرش کا کشش ثقل کے اصول کے خلاف کام کرنا، ہزاروں سال زینو کے ساتھ برف کا دوستانہ رویہ، زینو کے دل کا آدھی دھڑکن میں رکنا، برٹل کا سانس کو دیکھنا، برف میں لپٹے ہوئے زینو پر کام کرنے کی وجہ سے برٹل کے بوسے کا سرد ہونا، برٹل کے کاٹے ہوئے برف کے ٹکڑے کا خود بہ خود جہاز میں داخل ہونا، دیواروں کو پسینہ آنا، درختوں کا سونا اور جاگنا، ہوا میں معلق چٹان پر زینو کا کھڑا ہونا، کشتی کا ہوا میں معلق ہونا، پھولوں کا رکی ہوا میں تھرتھرانا، خشکی پر زینو کی کشتی کا سفر کرنا، عمل والی مٹی وغیرہ وہ تمام حوالے ہیں، جس سے زینو کی کہانی بھول بھلیوں سے بھر جاتی ہے۔ بہ طور مثال درجہ ذیل اقتباسات ملاحظہ کریں:

> "زینو کشتی میں سوار ہوا، بادبان درست کیے ایمانے گھوڑوں کو چلنے کا اشارہ کیا۔۔۔ کشتی ہوا میں تیرنے لگی"[14]

> "ایک بار وہ گھومتے گھماتے ٹیکسلا پہنچے۔ جوں ہی انھوں نے موہڑ مرادو کے کھنڈرات میں قدم رکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک طرف سر بریدہ سٹوپا تو دوسری طرف نیند کھڑی ہے۔"[15]

> "تحسین کو اپنے دادا یاد آئے۔ جن کے بارے میں تحسین کے والد نے بتایا تھا کہ عین اس جگہ انھوں نے نیند دریافت کی تھی اور سالوں کی بے خوابی کو نیند سے بجھایا تھا۔"[16]

> "برٹل نے سانس کو دیکھا۔۔۔ جو کُہر کی شکل میں پھیپھڑوں کے اندرونی نشیب و فراز سے لے کر نرخرے تک پھیلی ہوئی تھی۔"[17]

مدیحہ رحمٰن اپنی کتاب میں لکھتی ہیں:

"اساطیری رنگ بھی پلاٹ میں کئی جگھوں پر پایا جاتا ہے۔ جس میں زینو کی چند عجیب و غریب صلاحیتیں، مصری کے پاس عمل والی مٹی اور زینو کا کئی صدیوں کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا واقعہ خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔" [18]

4۔خوابوں کا استعمال:

جادوئی حقیقت نگاری میں خوابوں کا بیان ہوتا ہے۔ناول زینو میں بھی جگہ جگہ خوابوں کا ذکر ملتا ہے۔وحید احمد کے خواب ان کے صحت مند تخیل کا نتیجہ ہے، جہاں سب کچھ ماروائے عقل ہونے کے باجود حقیقی لگنے لگتا ہے۔یہ خواب زمان و مکان سے ماوراز ندگی کی حقیقت دریافت کرنے کا وسیلہ ہوتے ہیں۔مذکورہ ناول میں پہلا خواب سکندر دیکھتا ہے۔سکندر کا استاد ارسطو جب کئی ماہ سکندر کو ہومر کی معروف نظم ایلیڈ پڑھاتا ہے، تو سکندر ایلیڈ کو لے کر جذباتیت کا شکار ہو جاتا ہے، وہ خواب میں خود کو ایلیڈ کا دیومالائی کردار اکلیس تصور کرنے لگتا ہے:

"ایک رات سکندر سویا ہوا تھا۔خواب میں اکلیس بر سرِ پیکار تھا۔اکلیس کا برچھا ٹرائے کے سپاہی کی کمر چیرتا ہوا اس کے سینے سے باہر نکلا تو خون کا فوارہ سکندر کے چہرے پر گرا سکندر ہڑبڑا کر اٹھا اپنے رخسار پر ہتھیلی رگڑی اور دیکھا کہ ہاتھوں کی لکیریں خون کی بجائے چہرے کے پسینے سے نم تھیں۔۔۔" [19]

درحقیقت سکندر اکلیس نہیں ہوتا، لیکن وہ خواب میں خود کو اکلیس تصور کرنے لگتا ہے، یہ ظاہر کرتا ہے کہ سکندر اکلیس کی زندگی کی حقیقتوں کو اپنی شخصیت میں دیکھنا چاہتا ہے۔لہذا یہ کہنا درست ہو گا کہ سکندر کا ماضی میں موجود دیومالائی کردار کی طرف واپسی جادوئی حقیقت نگاری کی اہم خصوصیت ہے۔

مذکورہ ناول میں دوسری جگہ خوابوں کا استعمال بہت دل چسپ ہے کہ اس کا ماحول جادوئی کیفیت سے بھرپور ہے۔یہ فلپ دوم کا سکندر کو خواب کی منتقلی کا خواب ہے:

"فلپ دوم قتل ہو چکا تھا۔ مرتے وقت اس نے ہاتھ اپنے سر پر پھیرے ہاتھوں کا پیالہ بنایا۔ پیالے میں اس کا خواب تھا۔ دم توڑتے ہوئے تصور میں اس نے سکندر کا ہیولا طلب کیا اور ہاتھ سکندر کے سر پر پھیرے۔ خواب سکندر کے سر میں سرایت کر گیا۔"[20]

فلپ دوم کا مذکورہ بالا عمل ظاہر کرتا ہے کہ وہ مرنا نہیں چاہتا تھا، بلکہ اپنے خواب اپنے بیٹے کو منتقل کر کے دوبارا پیدا ہونا چاہتا تھا، تا کہ اس کی حکومت کا اختتام نہ ہو۔ چوں کہ اپنی زندگی کی سچائی جاننے کے بعد اس کی توسیع خوابوں کے ذریعے ہی ممکن ہے، اس لیے جادوئی حقیقت نگاری کی تکنیک میں خوابوں کا استعمال ہوتا ہے، تا کہ وہ حقیقتیں، جو زمانی قیود (زندگی کے خاتمے کے ساتھ) کی وجہ سے نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہیں، بھی پیش نظر رہیں۔

مذکورہ ناول میں تیسری جگہ خوابوں کا استعمال رومان پرور کیفیات کا شاہ کار ہے۔ یہ خواب ایوا دیکھتی ہے، جب وہ برٹل کے پہلو میں پشت کے بل لیٹی ہوئی تھی۔ بے آباد جزیرے (زینو کے لیے گرد و غبار سے بھرپور جزیرہ) پر ایوا جب زینو کی پرکشش شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی، تو وہ خواب میں زینو کے ساتھ پورا چاند دیکھنے کے لیے باہر نکلتی ہے:

"زینو نے اسے بتایا کہ اس نے سارا جزیرہ صاف کیا ہے۔ اب کوئی گرد و غبار نہیں۔ کہیں دھواں نہیں۔ چلتے چلتے ایوا نے پوچھا۔

"تم نے یہ سب کیسے صاف کیا؟"

"میں نے چاندنی کا جھاڑن بنایا اور سارا جزیرہ جھاڑ دیا۔"

"چاندنی کا جھاڑن کیسے بنایا؟"

"ایسے!"

زینو نے ہوا میں چاندنی کا ایک تار توڑا۔ ارد گرد کی بہت سی کرنوں کا ایک گچھا بنا کر تار ان کے گرد لپیٹ کر گرہ لگا دی، پھر اس نے جھاڑن ہوا کے بدن سے اکھاڑ لیا اور اسے آہستہ آہستہ ایوا کی گردن میں پھیرا۔ ایوا کو گدگدی ہوئی۔"[21]

یہ جادوئی حقیقت نگاری کا اسلوب ہی ہے، جس نے خواب کی کیفیت میں جہاں جادوئی بیان سے جمالیاتی پہلوؤں کو آشکار کیا ہے، وہاں زینو کا جزیرے کو گرد و غبار سے صاف کرنا معروض میں موجود حقیقتوں کی طرف اشارہ بھی کرتا ہے۔ اس سے آگے بھی اسی خواب کا تسلسل ہے۔ جب ایوا اور زینو خواب میں چلتے چلتے جھیل کے کنارے پہنچتے ہیں، تو ایوا دیکھتی ہے کہ جھیل کا پانی شیشے کی طرح جما ہوا ہے۔ اس وقت زینو کی جادوئی شخصیت سامنے آتی ہے اور:

> "ایک جگہ ایک لہر جمی ہوئی تھی۔ زینو نے اس منجمد لہر کو ہاتھوں میں پکڑ کر اوپر کھینچا تو وہ قد آدم آئینے کی طرف سطح جھیل پر ایستادہ ہوگئی۔ دونوں نے اپنا عکس آئینے میں دیکھا۔ ایوا نے زینو کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں تو بادل نخواستہ آج اس کی نظروں کو ٹھوکر نہ لگی"[22]

یہ خواب جیسے جیسے آگے بڑھتا ہے، دل چسپ ہوتا جاتا ہے۔ ایوا اور زینو جب جھیل سے باہر نکلتے ہیں تو ایوا کو انتہائی دھیمی گونج سنائی دیتی ہے، حال آنکہ وہاں زینو اور ایوا دونوں موجود ہوتے ہیں، لیکن زینو اپنی جادوئی شخصیت کی وجہ سے گونج کی وجہ جانتا ہے :

> "یہ کیا گونجتا ہے زینو؟"
>
> "یہ گردش کرتی کائنات کی گونج ہے۔ یہ وہ گونج ہے جو فیثا غورث سنا کرتا تھا۔ یہ حرکت کرتی ہوئی کائنات کی وہ سمفنی ہے جس کا آہنگ لازوال ہے جس کا ہر سُر بے مثال ہے"[23]

زینو اور ایوا میں ایوا حقیقی دنیا کا اور زینو جادوئی دنیا کا نمائندہ کردار ہے۔ دونوں کے باہم اشتراک سے ایک دوسرے کا ایک دوسرے پر اثر انداز ہونا فطری ہے، لہٰذا مذکورہ بالا اقتباس میں دیکھا جا سکتا ہے کہ ایوا بھی زینو کی طرح گردش کرتی کائنات کی آواز سنتی ہے، لیکن یہ خواب ہوتا ہے۔ دراصل یہ خواب صرف ایوا کا نہیں ہوتا، بلکہ اس عہد میں موجود اس فرد کا ہوتا ہے، جو فطرت سے دور ہے۔

5۔ دیومالا اور جنوں پریوں کی کہانیاں:

جادوئی حقیقت نگاری کی تکنیک میں لکھی گئی کہانیوں میں جن، پریاں اور دیومالائی کردار ہوتے ہیں۔ ناول زینو میں یونانی اساطیر سے کئی جگہ دیومالائی کرداروں کی کہانیاں لی گئی ہیں، جیسے ارسطو فلپ دوم کے بیٹے سکندر کو ہومر کی ایلیڈ پڑھاتا ہے، پنڈار کی غنائی شاعری

سے سکندر کو متعارف کراتا ہے، ہومر، پنڈار اور سوفکلیز کے تشبیہی اور استعاراتی نظام کا موازنہ کرتا ہے، ارسطو اور کٹینس کی ایتھوپس جو ٹرائے کی جنگ کا رزمیہ ہے، اور جو اکلیس کی موت کا حال بیان کرتی ہے، بھی سکندر کو پڑھاتا ہے، جس میں وہ سکندر کو بتاتا ہے:

"جب پیرس کے تیر کی اپالو نے رہنمائی کی اور وہ ایکلیس کی ایڑی میں جا لگا کیونکہ ایڑی کے علاوہ اکلیس کا تمام جسم ناقابلِ تسخیر تھا۔ سکندر کو ایک اور یونانی دیومالائی کردار سے متعارف کرایا گیا۔"[24]

یونانی اساطیر میں خدا کے لیے دیوتاؤں کا تصور موجود ہے، وہ مختلف کاموں کے لیے مختلف دیوتاؤں سے منت مانگتے ہیں۔ ناول زینو میں چوں کہ زینو کا کردار یونانی تہذیب کا نمائندہ کردار ہے، اس لیے جب وہ ایما کے ساتھ مرد اور عورت کی تعلیم پر بحث کرتا ہے، تو یہ کہہ کر اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے:

"میرے خیال میں جنس کا تعلیم سے کوئی تعلق نہیں افلاطون ٹھیک کہتا ہے۔ افلاطون تو یہ بھی کہتا تھا کہ بچوں کو ہومر اور ہیسیڈ کی شاعری نہیں پڑھانی چاہیے، کیونکہ یہ برانگیختہ کرتے ہیں۔ دیوتاؤں کے فلک شگاف قہقہوں سے دل دہلاتے ہیں۔"[25]

دیوتاؤں کے فلک شگاف قہقہوں سے جہاں یونانیوں کا دیوتاؤں پر یقین کے لیے دلیل مہیا کرتا ہے، وہاں یہ دیکھنا بھی اہم ہے کہ کس عہد کا ادیب اس کا ذکر کس مقصد کے تحت کرتا ہے؟ اس سلسلے میں مذکورہ ناول میں دیوتا زیوس کا ذکر بھی موجود ہے۔ جب زینو کا باپ اپنی بے پناہ صلاحیتوں کے بل بوتے پر بجیرہ آژ پہنچ جاتا ہے اور وہاں سونا دیکھ کر دولت کی ہوس میں سارا سونا خود ہی جمع کرنے کے لیے ایتھنز میں یہ جھوٹی افواہ پھیلا دیتا ہے کہ دیوتا زیوس نے اس کو خواب میں بتایا ہے کہ بجیرہ آژ میں ایک ٹیمپل بنایا جائے تا کہ جزیرے کا آسیب ٹوٹ سکے۔ اس واقعے سے جہاں یونانیوں کی توہم پرستی سامنے آتی ہے۔ وہاں دیوتا زیوس کے کردار پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

اس کے علاوہ ناول زینو میں چینی اساطیر کا ذکر بھی ملتا ہے۔ مذکورہ ناول میں جب برٹل، تحسین اور ایوابرف میں منجمد زینو کو ایک بے آباد جزیرے پر لے آتے ہیں، اور تحسین صبح جزیرے کے پرکشش مناظر کا نظارہ کرتے ہوئے جب جھیل میں رنگ دار مچھلیاں دیکھتا ہے تو دنگ رہ جاتا ہے:

"تحسین کو یہ مچھلیاں بہت پسند تھیں کیونکہ ایک تو یہ مچھلیاں آبی دنیا ئے رنگ و حسن کی کاملیت کا شاہکار تھیں اور دوسرا یہ پانی کے بہاؤ کے خلاف سفر کرنے کا سبب چینی لوک داستانوں کا حصہ تھیں۔"[26]

دیومالائی عناصر اور لوک داستانوں کے علاوہ مذکورہ ناول میں جنوں یا پریوں کی کہانیاں تو نہیں ہیں، البتہ ایک جگہ زینو کے کردار کی صورت میں جِن کی سی کیفیت موجود ہے:

"ایک چھپاکے کی آواز آئی۔ ارسطو نے مڑ کر دیکھا تو ایک شخص ساحل پر پڑا افرغل اٹھا کر پہن رہا تھا ارسطو بہت حیران ہوا، اور واپس مڑا۔ اتنے میں اس شخص نے جوتے پہن لیے تھے۔

"ابھی تو یہاں کوئی نہیں تھا تم اتنی جلدی کیسے نمودار ہوئے؟"[27]

ناول میں یہ ارسطو اور زینو کی پہلی ملاقات ہوتی ہے، اس کے بعد دونوں کہنیوں تک ہاتھ ملاتے ہیں جیسا کہ یونانی کیا کرتے ہیں اور اچھے دوست بن جاتے ہیں۔

6۔ماورائے حقیقت بیان:

جادوئی حقیقت نگاری میں ماورائے حقیقت بیان ہوتا ہے۔ماورائے حقیقت بیان سے مراد ایسا بیان ہے، جو کسی ایسے واقعے کو بیان کرے جو حقیقت میں ممکن نہ ہو، لیکن مصنف اپنے اسلوب کے زور پر اس میں ایسے رنگ بھر دے کہ وہ حقیقی لگنے لگے۔ اس سلسلے میں ناول زینو میں کئی جگہ ماورائے حقیقت بیانیے موجود ہیں، جو درجہ ذیل ہے:

1) جب فلپ دوم سکندر کو اپنا خواب منتقل کر دیتا ہے، تو سکندر یونانیوں کا ذہن ماؤف کرنے کے لیے لوگوں کے آگے جبر و استبداد کی خوں رنگ مثال قائم کرتا ہے، وہ اپنے باپ کے ممکنہ قاتلوں کو موت کے گھاٹ اتارتا ہے، کئی شہروں پر چڑھائی کرتا ہے، دوسری طرف زینو تھیبس شہر کے مضافات میں درختوں کے جھنڈ میں اپنے طلبہ سے محوگفت گو ہوتا ہے، کہ سکندر کے کچھ سپاہی وہاں پہنچ جاتے ہیں اور ان سے پوچھتے ہیں، کہ تم کہاں سے ہو؟ زینو جہاں کھڑا ہوتا ہے، وہاں اشارہ کرتا ہے کہ ہم یہاں سے ہیں۔ سپاہی یہ دیکھ کر زینو اور اس کے طلبہ پر برچھیوں سے حملہ بول دیتے ہیں، زینو کے طلبہ برچھیوں کے حملے سے مر جاتے ہیں، جب کہ:

"زینو اپنی طرف آتی برچھی کو آنکھ بھر کے دیکھ رہا تھا اور ساتھ ہی تیروں کی بارش کو بھی۔ برچھی زینو کے ماتھے سے ذرا فاصلے پر آکر سنسناہٹ کے ساتھ رُکی اور زینو ہوا میں معلق برچھی کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی دائیں آنکھ برچھی کے ایک جانب اور بائیں آنکھ برچھی کی دوسری جانب تھی۔ برچھی کا آہنی پھل اگرچہ خاموش تھا مگر دیودار کا لمبا دستہ ایک تسلسل سے کپکپا رہا تھا۔"[28]

2) زینو اور ایما جب سونے سے لدی کشتی کے ساتھ مصر پہنچتے ہیں، تو زینو اور ایما کی ملاقات ایک مصر کے رہنے والے سے ہوتی ہے۔ زینو اس مصری سے راستے کے بارے میں پوچھتا ہے اور اپنا مقصد بتاتا ہے کہ ہم اپنی کشتی کو بحیرہ روم سے بحیرہ احمر میں لے جانا چاہتے ہیں۔ مصری دونوں کو گھر آنے کی دعوت دیتا ہے، ایما اور زینو مصری کے ساتھ ان کے گھر جاتے ہیں، وہاں دونوں دیکھتے ہیں:

"پرانا مگر مضبوط گھر تھا۔ جب تینوں گھر میں داخل ہوئے تو اندھیرا ہو چکا تھا۔ مصری نے چراغ جلایا۔ زینو اور ایما نے دیکھا کہ ایک بہت بھاری پتھر ہوا میں معلق تھا۔ مصری نے چراغ اس پتھر کے اوپر رکھ دیا۔"[29]

ہوا میں معلق پتھر کی وحید احمد اس طرح توجیہ کرتا ہے کہ مصری ایما اور زینو کو سوا دو ہزار سال پہلے کی کہانی بیان کرنا شروع کرتا ہے، کہ جب فرعون چیوپس نے اہرام بنانے کا فیصلہ کیا، تو اس نے مزدوروں پر بہت ظلم کیا، اور ان سے اتنا کام لیا کہ ان کی آنکھیں پھوٹ جاتیں اور ناف سے گوشت کی پوٹلی باہر جھانکنے لگتی۔ مصری زینو اور ایما کو مزید بتاتا ہے کہ میرے آباؤاجداد میں بھی ایک بوڑھا شخص ان مزدوروں میں شامل تھا۔ "وہ گرمی کی دوپہر میں پتھر کی لدی گاڑی کھینچ رہا تھا۔ خون اس کے ناف سے ٹپک ٹپک کر اس کی ایڑیوں تک آتا تھا اور گرم زمین میں جذب ہوتا تھا۔ بلآخر لڑکھڑا کر گرا مگر پتھر کھینچنے کا عمل جاری رکھا۔ بوڑھا بدن مزدوروں کے پاؤں کی ضربیں کھاتا رہا اور آخر کار اس کے دم توڑتے ہوئے بدن کے اوپر سے دیو ہیکل پتھر والی گاڑی گزری"[30] اس بوڑھے شخص کے بیٹے نے اپنے باپ کے چیتھڑوں کو آگ لگایا اور راکھ برتن میں ڈال کر سو گیا۔ صبح جب اس نے دیکھا تو راکھ بھرا برتن ہوا میں معلق تھا۔ معلق اس لیے تھا کہ :

"فرعونوں نے اس کے باپ کی مٹی کو اتنا خراب کیا تھا کہ اس کی ہیئت بدل گئی تھی۔ زمین کی کششِ ثقل اس کے باپ کی مٹی پر بے اثر ہو گئی تھی"[31]

ہوا میں معلق پتھر کی یہ کہانی علامتی کہانی ہے، فرد کی زندگی کا اس قدر بے معنی ہونا کہ اسے موت کے سوا کچھ دکھائی نہ دے، فرد کی زندگی پر سرمایہ دار کے فیصلوں کا براہِ راست اثر ظاہر کرتا ہے۔ یہ اثر چوں کہ ظلم واستبداد کی وجہ سے فرد کی فطرت میں سرایت کرتا ہے، اس لیے ردعمل کے طور پر فرد کی مٹی کی ہیئت بدل جاتی ہے اور وہ نیک فطرت جو اسے قدرت کی طرف سے ودیعت کی گئی تھی، یکسر تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد ایما مصری سے پوچھتی ہے:

> "مگر مٹی کو ہاتھ لگانے سے انسان خود ہوا میں معلق کیوں نہیں ہو جاتا؟"
>
> مٹی صرف بے جان چیزوں پر عمل کرتی ہے۔۔۔" مصری نے بتایا۔
>
> "تو کیا چیزیں ہمیشہ کے لیے ہوا میں معلق رہتی ہیں؟" ایما نے پوچھا۔
>
> "عمل والی مٹی دوبارہ اسی جگہ لگائی جائے تو ردِ عمل کرتی ہے" مصری نے بتایا"[32]

3) نیو ایئر نائٹ پارٹی منانے کے لیے برٹل، تحسین اور ایوا جب برف پوش پہاڑیوں پر جاتے ہیں اور وہاں برٹل فضا میں موجود گیسوں، دباؤ اور درجہ حرارت کو معدوم کر کے ایک غیبی کمرہ بناتا ہے۔ اس نظر نہ آنے والے کمرے کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ:

> "کمرے کا غیبی فرش کششِ ثقل کے اصول کے خلاف کام کرتا تھا یعنی زمین کا وہ حصہ جو غیبی کے نیچے تھا اپنی ماہیت تبدیل کرتا تھا"[33]

4) کے۔ ٹو پہاڑ کے دامن میں نیو ایئر نائٹ پارٹی کے دوران تحسین جب برٹل کو نظر نہ آنے والے کمرے میں سبز بتی کے بارے میں بتاتا ہے، تو برٹل اس میں دل چسپی لیتا ہے اور اس طرح زینو کو دریافت کرنے کا عمل شروع ہوتا ہے:

> "اس بار برٹل نے دیکھا کہ "کے۔ ٹو" کے دامن میں دریافت ہونے والا یہ شخص مکمل طور پر صحیح سلامت تھا۔ حیرت ناک بات یہ تھی کہ برف کا برتاؤ اس شخص کے ساتھ بہت مختلف اور دوستانہ تھا"[34]

حقیقی زندگی میں ایسا ممکن نہیں ہے کہ کسی برف پوش پہاڑ میں کوئی انسان منجمد ہو جائے، پھر اس پر ہزاروں سال گزرے اور وہ زندہ رہے، لیکن ناول زینو میں یہ دیکھا جاسکتا ہے، کہ یہ شخص یعنی زینو برٹل کے سائنسی عمل سے گزرنے کے بعد نہ صرف زندہ ہوتا ہے ،بل کہ بیسویں صدی کی دریافتوں پر اپنی رائے کا اظہار بھی کرتا ہے۔

سکندر کی فوجیوں کا زینو اور زینو کے طلبہ پر حملہ کرنے کے بعد زینو کے طلبہ کا مرنا اور زینو کا اس طور سے بچنا کہ برچھیاں اس کی آنکھوں کے سامنے ہوا میں رک جاتی ہیں، مصری کے گھر میں پتھر کا ہوا میں معلق ہونا، جس پر وہ چراغ رکھتا ہے، مصری کے آباؤ اجداد میں ایک شخص کی مٹی کی ہیئت کا تبدیل ہونا، پھر اس کی راکھ پر کششِ ثقل کی قوت کا خاتمہ ہونا، برٹل کے غیبی کمرے کے فرش کا کششِ ثقل کے اصول کے خلاف کام کرنا، ہزاروں سال برف میں منجمد زینو کے ساتھ برف کا دوستانہ رویہ وہ تمام حوالے ہیں، جو ناول زینو میں ماورائے حقیقت بیانیے سے تعلق رکھتے ہیں۔

7۔ پُراسرار علوم:

جادوئی حقیقت نگاری کی تکنیک کا تانا بانا پُراسرار علوم سے بنا جاتا ہے۔ناول زینو میں بھی ناول کا مرکزی کردار پُراسرار علوم کا مظاہرہ کرتا نظر آتا ہے، جس کی وجہ سے کہانی طلسماتی ماحول میں ڈھل جاتی ہے۔ناول کے ابتدا میں بحیرہ آڑ کے ان دیکھے جزیرے پر جب زینو اپنے ماں باپ کے ساتھ اپنے باپ کی بے پناہ صلاحیتوں کی وجہ سے پہنچ جاتا ہے، تو زینو کا باپ رہنے کے لیے گھر بنانا شروع کرتا ہے۔گھر بنانے کے لیے وہ درختوں کو کاٹنا شروع کرتا ہے کہ ایسے میں ایک درخت کاٹتے ہوئے زینو اپنے باپ کو روکتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ وہ اس درخت کے بجائے کوئی اور درخت کاٹے:

"کون سا درخت؟" باپ نے پوچھا۔

"وہ۔" زینو نے دور ایک درخت کی طرف اشارہ کیا۔ "کیوں؟"

"یہ درخت کہتا ہے مجھے مت کاٹو، جبکہ وہ درخت کہتا ہے مجھے کاٹو"[35]

اس کے علاوہ جزیرے پر زندگی بنانے کے لیے باپ بیٹا مختلف کاموں میں مصروف رہتے ہیں، کہ ایک دن ایک سانپ پھن اٹھا کر دونوں کا راستہ روک دیتا ہے، تب زینو اپنے پُراسرار علوم کا مظاہرہ اس طرح کرتا ہے:

"زینو نے کچھ آوازیں نکالیں اور جسم کو عجیب طریقے سے جنبش دی اور سانپ کے قریب جا کر بیٹھ گیا پھر اس نے چھوٹی کدال سے زمین کھودنا شروع کی۔ باپ یہ منظر دور سے دیکھ رہا تھا، جب زینو باپ کی طرف چلا تو سانپ بل میں چلا گیا"[36]

کہانی سے پتا چلتا ہے کہ زینو کے باپ کی زندگی کا مقصد زیادہ سے زیادہ سونا جمع کرنا ہے، اپنی زندگی کے مقصد کے حصول کے لیے وہ سونا دوسرے لوگوں کی پہنچ سے دور رکھنا چاہتا ہے، اس کے لیے وہ دیوتا زیوس (مذہب کا سہارا) کا سہارا لیتا ہے۔ دوسری طرف زینو اپنے باپ کے برعکس سونا جمع کرنے کا اتنا خواہش مند نہیں ہوتا، بل کہ وہ اپنے باپ کے ساتھ اس معاملے پر بحث کرتا ہے اور کہتا ہے:

"کیا تمھیں معلوم ہے کہ جب تم غشی کی نیند سوتے ہو تو حشرات الارض تم پر رینگتے ہیں اور تمہارے سر سے وحشت آلود خواب چُن چُن کر کھاتے ہیں۔ کیا تمھیں علم ہے کہ جو حشرات الارض تمھیں چھوتے ہیں، جنگل ان سے یوں نفرت کرتی ہے جیسے یونانی باقی دنیا کی بربری قوموں سے۔"[37]

زینو کے باپ کے سر سے حشرات کا خواب کو کھاتے ہوئے دیکھنا اور پھر ان حشرات سے جنگل کی نفرت دیکھنا زینو کے پراسرار علوم کا واضح مظاہرہ ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ جب دارا کی فوج کے پانچ سپاہی کوہی ابابیل کے پیچھے آتے آتے مذکورہ جزیرے پر پہنچ آتے ہیں، زینو کے ماں باپ کو مارتے ہیں اور ایک عرصہ بعد جب زینو ماہر لسانیات ایما کے ساتھ واپس اس جزیرے پر آتا ہے، تو ایک درخت کے ساتھ زینو رک جاتا ہے، اس درخت کے ارد گرد ہڈیاں بکھری ہوئی ہوتی ہے، تب وہ اپنے پُراسرار علوم کا مظاہرہ اس طرح کرتا ہے:

"اس نے ران کی ہڈی کو اٹھا کر دیکھا اور بولا۔

"یہ میری ماں کی ہڈی ہے۔"

پھر زینو نے ایک اور ران کی ہڈی اٹھائی اور بولا۔

"یہ میری ماں کی نہیں ہے۔"

"تمہارے باپ کی ہے؟" ایمانے پوچھا۔

زینو نے ہڈی پھینکی اور گھر کی طرف چلتے ہوئے کہا۔

"نہیں اس کی بھی نہیں ہے۔"[38]

لاش کا ہڈیوں میں تبدیل ہونا ظاہر کرتا ہے، کہ زینو کے ماں باپ کی لاشوں پر ایک طویل عرصہ گزرا ہے، لیکن زینو اپنے پراسرار علوم کی وجہ سے پھر بھی ہڈیوں کو دیکھ کر پہچان لیتا ہے کہ کون سی ہڈی کس کی ہے؟ اس سے آگے جب زینو ایما کے ساتھ گھر میں داخل ہوتا ہے، تو اس کی طلسماتی شخصیت کی وجہ سے جان ور گھر سے بھاگتے ہوئے نکل جاتے ہیں اور چھوٹے بڑے سانپوں کا ایک گروہ دروازے سے باہر نکلتا ہے۔ زینو کے آتے ہی جان وروں اور سانپوں کا گھر سے باہر نکلنا زینو کی شخصیت میں اس تاثر کا اظہار ہے، جو پراسرار ہے۔ اس سلسلے میں حیران کن مظاہرہ یہ ہے کہ ہزاروں سال بعد جب برٹل ہزاروں سال پہلے موجود زینو کی صورت میں زندگی دریافت کرتا ہے، تو بیسویں صدی میں بھی زینو کے ہاتھ میں بے آباد جزیرے پر طوطے کی رنگوں میں تبدیلی نظر آتی ہے، جس سے زینو کی پراسرار شخصیت مزید روشن ہوتی ہے۔

8۔ تحیر آمیز عناصر:

جادوئی حقیقت نگاری میں حیرتوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ اور جگہ جگہ حیرانی کا حیران کر دینے والا سامان ہوتا ہے۔ مصنف زندگی کے مختلف ذرائع سے حیرتوں کے پردے ہٹاتا رہتا ہے۔ ناول زینو میں بھی حیرتوں کا ایک بڑا شہر آباد ہے۔ ناول کی ابتدا ہی میں مصنف جس طرح ایتھنز کے شمال مشرق میں واقع جزیرے کا نقشہ کھینچتا ہے، وہاں سے ہی قاری حیرت کی وادیوں میں گم ہو جاتا ہے اور خود بول اٹھتا ہے کہ یہ جزیرہ ان دیکھا ہے۔ اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی جب وہ زینو کو سورج کا نشانہ لیتے ہوئے دیکھتا ہے، وہ مزید حیرت میں مبتلا ہوتا ہے جب دیکھتا ہے کہ زینو کے چھوڑے ہوئے تیر کو کوہی ابابیل واپس لے آتی ہے۔ یہ سلسلہ یہاں ختم نہیں ہوتا بل کہ اس سے آگے ناول زینو میں تحیر آمیز عناصر اس طرح موجود ہے کہ جب زینو اپنے ساتھیوں کے ساتھ تھیبس شہر میں جدلیاتی نظام کے بارے میں محو گفت گو ہوتا ہے اور سکندر کی فوج اس سے اس کا تعارف پوچھتی ہے، تب زینو دیکھتا ہے کہ:

"فوجی قریب آئے تو زینو نے دیکھا کہ ان کے خود میلے ہیں اور وہ چاندنی میں چمکتے نہیں۔ ان کی ڈھالیں اور زرہ بکتر بھی جھلملانے سے عاری ہیں"[39]

اپنا تعارف نہ کرانے کی صورت میں سکندر کی فوج زینو سمیت طلبہ پر حملہ کرتی ہے، جس میں زینو اپنی معجزاتی شخصیت کی وجہ سے محفوظ رہتا ہے۔ اس کے محفوظ رہنے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ زینو کی آنکھوں کے آگے فوجیوں کی برچھیاں ہوا میں معلق ہو جاتی ہیں۔ زینو کی آنکھوں کے آگے سکندر کی فوج کی برچھیوں کا ہوا میں معلق ہونا قاری کو حیرت کی ایسی دنیا میں لے جاتا ہے، جس پر حقیقت کا گمان کرنے کو دل کرتا ہے۔ سکندر وہاں پہنچتا ہے، تو زینو سکندر کو جنگ سے روکنے کی کوشش میں اپنے سونے سے لدی کشتی کی پیش کش کرتا ہے، جسے سکندر ٹھکراتا ہے، اس کے بعد زینو یہی پیش کش دارا کو کرتا ہے، وہ بھی زینو کی اس پیش کش سے انکار کرتا ہے۔ وہاں درجہ ذیل جملہ حیرتوں کا ایک جہاں کھول دیتا ہے:

"حیرت سے دارا کا ہاتھ ابروؤں سے گر کر زرہ بکتر سے ٹکرایا تو انگوٹھی نے آواز دی۔"[40]

مصنف انگوٹھی کی آواز کی توجیہ بھی کرتا ہے، لیکن مذکورہ بالا جملہ پڑھتے ہی قاری کے ہاں اچانک حیرانی جنم لیتی ہے۔ وہ اپنی حیرانی کے سحر میں مصنف کی پیش کی گئی توجیہ بھول جاتا ہے یا اسے اپنی حیرانی اتنی عزیز ہوتی ہے کہ وہ توجیہ پر سوچنا مناسب نہیں سمجھتا۔

اس سے پہلے مصری کے ہاں عمل والی مٹی کا ذکر کیا جا چکا ہے، جو ناول کی کہانی کے مطالعے کے دوران خوش گوار حیرت کا باعث بنتا ہے کہ اسی عمل والی مٹی سے زینو خشکی پر اپنی کشتی دوڑاتا نظر آتا ہے:

"زینو کشتی میں سوار ہوا، بادبان درست کیے ایمانے گھوڑوں کو چلنے کا اشارہ کیا۔۔۔ کشتی ہوا میں تیرنے لگی۔"[41]

ناول کے باب سوم میں جب مصنف تحسین اور برٹل کو متعارف کرتا ہے، تب وہ برٹل کا تعارف پیش کرتے وقت برٹل کے متعلق ایک حیران کن بات لکھتا ہے کہ:

"اس کی یادداشت عکاسانہ تھی اور نوعمری ہی میں اس کا علم حیرت ناک تھا۔"[42]

برٹل جب برف میں لپٹے زینو کو زندہ کرنے کی کوشش کرتا ہے تب مصنف برٹل اور قاری کی حیرانی سے لطف اندوز ہوتا ہے، جب لکھتا ہے کہ زینو کے ساتھ برف کا رویہ دوستانہ تھا، اس دوران وہ صرف زینو کو دریافت نہیں کرتا، بل کہ حیرتوں کے ایک نہ ختم ہونے والے سلسلے کو دریافت کرتا ہے، کہ وہ زینو کے اس معاملے میں دل کو آدھی دھڑکن میں رکی ہوا اور سانس کو دیکھ لیتا ہے:

"دل آدھی دھڑکن میں اور دماغ آدھی غنودگی میں پتھرا گیا تھا، جسم کے سارے خلیے برفیلی نیند میں سوگئے تھے اور جمے ہوئے خواب میں رکے ہوئے وقت کو دیکھ رہے تھے۔۔۔"[43]

عکاسانہ یادداشت اور آدھی دھڑکن میں دل تصور کرتے ہی قاری نہ صرف حیران ہوتا ہے، بلکہ ایک خوش گوار احساس سے دوچار بھی ہوتا ہے۔

9۔ غیر واضح عناصر کا استعمال:

جادوئی حقیقت نگاری کی تکنیک میں کچھ واقعات کی وضاحت نہیں کی جاتی، بلکہ تخلیق کار شعوری کوشش سے اس پر خاموشی اختیار کرتا ہے، لیکن وہ بیان کیے گئے واقعات میں اتنی بصیرت ضرور رکھ دیتا ہے، کہ قاری تخلیق کار کی خاموشی کے معنی سمجھ جاتا ہے۔ ناول زینو میں بھی کئی جگہ اس قسم کے غیر واضح عناصر موجود ہیں، جیسے ارسطو جب سکندر کو پڑھا رہا ہوتا ہے، تو ایک دن اسے مشاہدے کی بنیاد پر بتاتا ہے کہ:

"جب شمالی ہوائیں چلتی ہیں اور عورتوں کو حمل ہوتا ہے تو بچے صحت مند پیدا ہوتے ہیں۔ پاگل کتے کے کاٹنے سے انسان پاگل نہیں ہوتا ہاں جانور ہو جاتے ہیں۔ چھچھوندر کا کاٹنا گھوڑوں کے لیے خطرناک ہے، خاص طور پر اگر چھچھوندر حاملہ ہوا، اگر ہاتھی بے خوابی کا شکار ہوں تو ان کے کاندھوں پر نمک یا زیتون کا تیل ملا جائے اور گرم پانی کی ٹکور کی جائے تو بے خوابی دور ہو جاتی ہے۔"[44]

اب شمالی ہواؤں کے چلنے سے بچے صحت مند پیدا کیوں ہوتے ہیں؟ پاگل کتے کاٹنے سے انسان نہیں جان ور کیوں پاگل ہوتے ہیں؟ حاملہ گھوڑوں کے لیے چھچھوندر کا کاٹنا کیوں خطرناک ہے؟ ہاتھی کی بے خوابی نمک یا زیتون کے تیل سے کیوں دور ہوتی ہے؟ مصنف

یہ سب نہیں بتاتا بلکہ اس پر خاموشی اختیار کرتا ہے، البتہ پڑھتے ہوئے قاری خود سے اپنے ذہنی استعداد کے مطابق ہر عمل کے لیے وجوہات ڈھونڈنے کی کوشش کرتا ہے۔

غیر واضح عنصر کہانی میں اس وقت بھی سامنے آتا ہے، جب برٹل کلوننگ کے بارے میں پڑھ رہا ہوتا ہے اور ایوا اس کے دائیں پہلو سے چمٹ کر سو رہی ہوتی ہے، تب ایوا دیکھتی ہے کہ:

"اس کی نظر روشن دان کے کنارے پر پڑی۔ جہاں سے ایک تنکا آہستہ آہستہ نیچے گرنے لگا کچھ دیر بعد تنکے کے خال و خد نکل آئے اور وہ انسان کا روپ دھار گیا۔"[45]

یہ دراصل زینو ہوتا ہے، لیکن مصنف یہ واضح نہیں کرتا کہ ایوا کو روشن دان کے کنارے تنکے سے کیسے انسان نکلتا نظر آتا ہے؟ پہلے روشن دان کے تنکے سے انسان کا نکلنا عجیب لگتا ہے، لیکن قاری اس کو زینو کی طلسماتی شخصیت کا ایک کرشمہ سمجھ کر آگے بڑھ جاتا ہے۔ یہی نہیں جب دنیا کے آٹھ مہذب ترین ممالک کا سربراہی اجلاس لندن میں منعقد ہوتا ہے اور زینو اس اجلاس کے لیے لندن کے ہیتھرو ائیر پورٹ سے سیدھا وارک شائر پہنچتا ہے، تب وحید احمد لکھتے ہیں:

"پتھرائی ہوئی نظریں جب قلعے کی پتھریلی دیواروں سے ٹکراتیں تو قلعے کے صحن میں سنسناہٹ پیدا ہوتی اور صحن میں کھلے ہوئے پھول رکی ہوا میں تھرتھرانے لگے۔"[46]

عام تجربے میں رکی ہوا میں پھول کی حرکت ممکن نہیں ہے، لیکن درجہ بالا اقتباس سے عیاں ہوتا ہے کہ مصنف اپنی کہانی میں مذکورہ حد بندی سے نکل گیا ہے، اور اس امر کی وضاحت بھی نہیں کرتا کہ رکی ہوا میں کیسے کھلے ہوئے پھول تھرتھرانے لگتے؟ لیکن قاری رکی ہوا میں پھولوں کے تھرتھرانے کی توجیہ کا انتظار نہیں کرتا بلکہ اس امر کو کہانی کا ایک جادوئی پہلو سمجھ کر آگے بڑھ جاتا ہے۔

نتائج:

وحید احمد معاصر اردو نظم و ناول کے منظر نامے کا اہم نام ہے۔ ان کی شخصیت کا بنیادی حوالہ اگرچہ نظم ہے، لیکن زینو کا منصہ شہود پر آنے کے بعد وہ بہ طورِ ناول نگار بھی اپنی شناخت بناتے ہیں۔ ان کے ناول زینو کے تجزیاتی مطالعے کے بعد راقم اس نتیجے پر پہنچا ہے:

1۔ وحید احمد کے پہلے ناول زینو میں جادوئی حقیقت نگاری کے تمام عناصر موجود ہیں؛ اس لیے یہ کہنا درست ہے کہ زینو جادوئی حقیقت نگاری کی تکنیک میں لکھا گیا ناول ہے۔

2۔ داستان جس میں بھرپور تخیلاتی فضا میں زندگی کے متعلق بنیادی سوالات موجود تھے؛ کو استعمار کار نے ماورائے عقل کہانی قرار دی؛ اس کے ساتھ ساتھ مقامی تخیل کی ایسی تربیت کی؛ جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ وحید احمد استعمار کار کے اس رویے کے خلاف احتجاج کرتے ہیں؛ ان کا ناول زینو داستانوی عناصر (بھول بھلیوں سے بھرا ہوا پلاٹ، زمان اور مکان کی قید سے آزادی) سے مزین ناول ہے؛ جو ایک طرح سے داستان کی طرف مراجعت ہے۔

3۔ وحید احمد کا ناول زینو معاصر اردو فکشن یا مابعد جدید صورت حال کا نمائندہ ناول ہے۔

حوالہ جات

1) وحید احمد، "زینو"، (لاہور: مجلسِ ترقی ادب، طبع اول: 2021ء) ص 35،36

2) مدیحہ رحمٰن، "ڈاکٹر وحید احمد (سوانحی، فکری وفنی مطالعہ)"، (راولپنڈی: رمیل ہاؤس آف پبلی کیشنز، جنوری، 2023ء) ص 30

3) محمد سلیم فواد کندی انٹرویو وحید احمد، مشمولہ "آبشار" (پاکستان: اُردو سخن پاکستان، شمارہ 4) ص 96،97

4) روش ندیم، ڈاکٹر، مشمولہ "آبشار"، (پاکستان: اُردو سخن پاکستان، مشمولہ زینو: ایک ناول ایک کردار، شمارہ 4)، ص 89

5) وحید احمد، "زینو"، ص 16،17

6) ایضاً، ص 79

7) روش ندیم، ڈاکٹر، مشمولہ "آبشار"، ص 90

8) https://qindeelonline.com/fiction-k-nezam-men-waqt-ka-tasawwur/

9) ایضاً

10) نجیبہ بی بی، "ناول حسن کی صورت حال۔ خالی جگہیں پر کرو میں تکنیک کے تجربات"، (تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ ڈی اردو، اسلام آباد: انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی) ص 231

11) وحید احمد، "زینو"، ص 69

12) ایضاً، ص 92

13) ایضاً، ص 102

14) ایضاً، ص 62

15) ایضاً، ص 72

16) ایضاً، ص78

17) ایضاً، ص86

18) مدیحہ رحمٰن، "ڈاکٹر وحید احمد (سوانحی، فکری و فنی مطالعہ)"، ص144

19) وحید احمد، "زینو"، ص29

20) ایضاً، ص35

21) ایضاً، ص111

22) ایضاً

23) ایضاً، ص111،112

24) ایضاً، ص30،31

25) ایضاً، ص47

26) ایضاً، ص92

27) ایضاً، ص20

28) ایضاً، ص36

29) ایضاً، ص58

30) ایضاً، ص59

31) ایضاً، ص60

32) ایضاً، ص60،61

33) ایضاً، ص80

34) ایضاً، ص83

35) ایضاً، ص10

36) ایضاً

37) ایضاً، ص15

38) ایضاً، ص50

39) ایضاً، ص36

40) ایضاً، ص52

41) ایضاً، ص62

42) ایضاً، ص71

43) ایضاً، ص94

44) ایضاً، ص23

45) ایضاً، ص110

46) ایضاً، ص146

References

1. Waheed Ahmad , "*Zino*" , (Lahore: Majlise Taraqi Adab , Taba Awal : 2021) p 35,36

2. Madiha Rahman , "*Doctor Waheed Ahmad (Sawanihi , Fikri w Fani Mutalea)*" (Rawalpindi: Romail House of Publications, Jan 2023) , P 30

3. Muhammad Salim Fawad Kundi Interview Waheed Ahmad , Mashmoola "*Abshar*" , (Pakistan: Urdu Sukhan Pakistan , Shumara 4), p 96,97

4. Rawesh Nadeem , Doctor, Mashmoola "*Abshar*" , (Pakistan: Urdu Sukhan Pakistan, Mashmoola Zino : ik novel ik kirdar, Shumara 4), p 89

5. Waheed Ahmad , "*Zino*", p 16,17

6. Ibid , p 79

7. Rawesh Nadeem , Doctor, Mashmoola "*Abshar*", p 90

8. https://qindeelonline.com/fiction-k-nezam-men-waqt-ka-tasawwur

9. Ibid

10. Najiba Bibi, "*Novel Hassan ki Surate Haal, Khali Jaghy Pur karo my Technique k Tajrubat*", (Tehqiqi maqala baray PHD urdu, Islamabad: International Islamic University) , p 231

11. Waheed Ahmad , "*Zino*", p 69

12. Ibid , p 92

13. Ibid, p 102

14. Ibid, p 62

15. Ibid, p 72

16. Ibid, p 78

17. Ibid, p 86

18. Madiha Rahman , "*Doctor Waheed Ahmad (Sawanihi , Fikri w Fani Mutalea)*", p 144

19. Waheed Ahmad, "*Zino*", p 29

20. Ibid, p 35

21. Ibid, p 111

22. Ibid

23. Ibid, p 111,112

24. Ibid, p 30,31

25. Ibid, p 47

26. Ibid, p 92

27. Ibid, p 20

28. Ibid, p 36

29. Ibid, p 58

30. Ibid, p 59

31. Ibid, p 60

32. Ibid, p 60, 61

33. Ibid, p 80

34. Ibid, p 83

35. Ibid, p 10

36. Ibid

37. Ibid, p 15

38. Ibid, p 50

39. Ibid, p 36

40. Ibid, p 52

41. Ibid, p 62

42. Ibid, p 71

43. Ibid, p 94

44. Ibid, p 23

45. Ibid, p 110

46. Ibid, p 146